سرکاری رپورٹ

بارہواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ 14 جنوری 1996ء بمطابق 22 شعبان 1416 ہجری

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱۔	آغاز تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۱
۲۔	صدر نشستوں کا اعلان (چیئر مین پینل)	۲
۳۔	وقفہ سوالات	۲
۴۔	رخصت کی درخواستیں	۴
۵۔	تحریک استحقاق نمبر ۷ امنجانب مولانا عبدالباری	۶
۶۔	تحریک التواء نمبر ا میر ظہور حسین کھوسہ	۱۲
	تحریک التواء نمبر ۲ مولانا عبدالباری	۱۵
۷۔	تحریک التواء نمبر ۳ منجانب مولانا عبدالباری	۲۵
۸۔	مسودہ قانون نمبر I (استحقاقات و مواجبات) پیش کیا گیا۔	۲۸

جلد بارہواں

شمارہ اول

(الف)

1- جناب اسپیکر ________ عبدالوحید بلوچ

2- جناب ڈپٹی اسپیکر ______ ارجن داس بگٹی

1- سیکریٹری اسمبلی _______ اختر حسین خاں

2 جوائنٹ سیکریٹری (قانون) _____ عبدالفتاح کھوسہ

(ب)

صوبائی کابینہ کے ارکان

۱۔ نواب ذوالفقار علی مگسی	پی بی ۲۶ جھل مگسی	وزیر اعلیٰ
۲۔ جام محمد یوسف	پی بی ۳۴ لسبیلہ	سینئر وزیر
۳۔ شیخ جعفر خان مندوخیل	پی بی ۱۴ ژوب	وزیر خزانہ
۴۔ میر عبدالنبی جمالی	پی بی ۲۰ جعفر آباد I	پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
۵۔ ملک گل زمان کانسی	پی بی ۲ کوئٹہ II	وزیر ترقیات و منصوبہ بندی
۶۔ میر عبدالمجید بزنجو	پی بی ۳۲ آواران	وزیر لائیو اسٹاک
۷۔ ملک محمد شاہ مردانزئی	پی بی ۱۳ ژوب قلعہ سیف اللہ	حج و اوقاف زکوۃ
۸۔ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ	پی بی ۳۷ تربت I	وزیر تعلیم
۹۔ مسٹر محمد ایوب بلیدی	پی بی ۳۸ تربت II	وزیر مال / ایکسائز
۱۰۔ مسٹر محمد اکرم بلوچ	پی بی ۳۹ تربت III	وزیر اطلاعات کھیل و ثقافت
۱۱۔ مسٹر کچکول علی بلوچ	پی بی ۳۶ پنجگور	وزیر ماہی گیری
۱۲۔ مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی	پی بی ۹ قلعہ عبداللہ II	وزیر آبپاشی و ترقیات
۱۳۔ ڈاکٹر کلیم اللہ	پی بی ا کوئٹہ I	ایس اینڈ جی اے ڈی و قانون
۱۴۔ مسٹر عبیداللہ بابت	پی بی ۱۱، لورالائی	وزیر جیل خانہ جات
۱۵۔ مسٹر عبدالقہار ودان	پی بی ۸، قلعہ عبداللہ I	وزیر جنگلات
۱۶۔ سردار ثناءاللہ زہری	پی بی ۳۰، خضدار I	وزیر بلدیات
۱۷۔ میر اسرار اللہ زہری	پی بی ۲۹ قلات	وزیر زراعت
۱۸۔ حاجی میر لشکری خان رئیسانی	پی بی ۲۴ بولان I	وزیر انڈسٹریز معدنیات
۱۹۔ نوابزادہ گزین خان مری	پی بی ۱۸ کوہلو	وزیر داخلہ
۲۰۔ نوابزادہ چنگیز خان مری	پی بی ۱۶ سبی	مواصلات و تعمیرات
۲۱۔ میر خان محمد خان جمالی	پی بی ۲۱ جعفر آباد II	وزیر خوراک
۲۲۔ سردار نواب خان ترین	پی بی ۱۷ سبی / زیارت	وزیر بہاؤ و اسا
۲۳۔ سردار محمد طاہر خان لونی	پی بی ۱۰ لورالائی I	وزیر صحت

۲۴۔ مسٹر طارق محمود کھیتران	پی بی ۱۲ بارکھان	وزیر خاندانی منصوبہ بندی
۲۵۔ مسٹر سعید احمد ہاشمی	پی بی ۳ کوئٹہ III	مشیر وزیر اعلیٰ
۲۶۔ ملک محمد سرور خان کاکڑ	پی بی ۷ پشین II	وزیر بے محکمہ
۲۷۔ عبدالوحید بلوچ	پی بی ۴ کوئٹہ IV	اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی
۲۸۔ ارجنداس بگٹی	ہندو اقلیت	ڈپٹی اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی

اراکین اسمبلی

۲۹۔ حاجی سخی دوست محمد	پی بی ۵ چاغی
۳۰۔ مولانا سید عبدالباری	پی بی ۶ پشین I
۳۱۔ مولانا عبدالواسع	پی بی ۱۵ قلعہ سیف اللہ
۳۲۔ نوابزادہ سلیم اکبر بگٹی	پی بی ۱۹ ڈیرہ بگٹی
۳۳۔ میر ظہور حسین خان کھوسہ	پی بی ۲۲ جعفر آباد ر نصیر آباد
۳۴۔ مسٹر محمد صادق عمرانی	پی بی ۲۳ نصیر آباد
۳۵۔ سردار میر چاکر خان ڈومکی	پی بی ۲۵ بولان II
۳۶۔ نواب عبدالرحیم شاہوانی	پی بی ۲۷ مستونگ
۳۷۔ مولانا محمد عطاء اللہ	پی بی ۲۸ قلات ر مستونگ
۳۸۔ مسٹر محمد اختر مینگل	پی بی ۳۱ خضدار II
۳۹۔ سردار محمد حسین	پی بی ۳۳ خاران
۴۰۔ سردار محمد صالح خان بھوتانی	پی بی ۳۵ لسبیلہ II
۴۱۔ سید شیر جان	پی بی ۴۰ گوادر
۴۲۔ مسٹر شوکت ناز مسیح	عیسائی
۴۳۔ مسٹر سترام سنگھ	سکھ پارسی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

اجلاس مورخہ 14 جنوری 1996ء بمطابق 22 شعبان المعظم 1416 ہجری

بروز اتوار بوقت گیارہ بجکر پینتالیس منٹ (قبل دوپہر)

زیر صدارت جناب ارجن داس بگٹی - ڈپٹی اسپیکر صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً
لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ
وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝
وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ.

ترجمہ :- یہ اسی کتاب یعنی قرآن کی آیتیں ہیں جس میں حکمت و دانش کی باتیں ہیں۔ نیکو کار جو نماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں۔ ان کے لئے یہ آیتیں بموجب ہدایت اور رحمت ہیں۔ وماعلینا الا البلاغ

جناب ڈپٹی اسپیکر : سیکریٹری اسمبلی موجودہ اجلاس کے لئے چیئرمینوں کے پینل کا اعلان کریں۔

موجودہ اجلاس کے لئے چیئرمینوں کے پینل کا اعلان

اختر حسین خاں سیکریٹری اسمبلی : بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار کے قاعدہ 13 کے تحت اسپیکر صاحب نے حسب ذیل اراکین کو رواں اجلاس کے لئے علی الترتیب صدر نشین مقرر کیا ہے۔

1- جناب محمد صادق عمرانی
2- جناب شوکت ناز مسیح
3- نواب عبدالرحیم شاہوانی
4- سید شیر جان بلوچ

وقفہ سوالات

جناب ڈپٹی اسپیکر : ابھی ابھی اطلاع آئی ہے کہ سردار محمد اختر مینگل کے سوالات اگلی باری تک ملتوی کئے جائیں۔

عبدالقہار ودان : جناب سوالات کے جوابات تو آئے ہوئے ہیں یہ اسمبلی کی پراپرٹی ہے۔ اگر ممبر صاحب نہیں آئے تو رولز کے مطابق اس کو تاخیر نہیں کیا جاسکتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جناب عبدالقہار صاحب پارلیمانی روایات پہلے بھی رہی ہیں کہ ممبر صاحب نہیں ہیں تو ممبر صاحب کی درخواست پر جواب انہوں نے دیا ہے جیسے

انہوں نے منظور کرلیا ہے سوالات اگلی باری تک ملتوی کئے جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : مولانا عبدالباری صاحب سوال نمبر 332 دریافت فرمائیں۔

332.X- مولانا عبدالباری : کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال 1993ء تا 1995ء کے دوران صوبہ کے کن کن شہروں میں اسٹریٹ لائٹس صفائی' روڈ اور نالیوں کی تعمیر پر کل کس قدر رقم خرچ کی گئی ہے۔ ضلع وار تفصیل دی جائے۔

(جواب موصول نہیں ہوا)

عبدالقہار ودان (وزیر جنگلات) : جناب اسپیکر جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ آج کل کلرک ہڑتال پر ہیں۔

مولانا عبدالباری : جناب یہ تو کوئی جواب نہیں ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔

عبدالقہار ودان (وزیر) : آپ کو پتہ ہے سول سیکریٹریٹ کے ملازمین ہڑتال پر ہیں اور آپ آج تحریک بھی لائے ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے۔

مولانا عبدالباری : پھر جناب اسپیکر اور سوالات کے جوابات کیسے دیئے جائیں گے جناب اسپیکر یہ تو ہمارا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔

عبدالقہار ودان (وزیر) : نہیں مولانا صاحب یہ جو اختر صاحب کے سوالات ہیں وہ آپ کے سوالات سے بہت پہلے پیش کئے گئے تھے۔ انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ اسی اجلاس کے دوران آپ کے سوالات کے جوابات دیں گے۔

مولانا عبدالباری : وزیر صاحب بھی نہیں ہیں جوابات بھی غائب ہیں۔ وزیر صاحب جواب دیں گے۔

عبدالقہار ودان (وزیر) : وزیر صاحب نہ بھی ملیں تو ہم آپ کے سوالات کا جواب دیں گے۔ اختر صاحب کو تو آپ نے نہیں کہا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال نمبر334

مولانا عبدالباری : جناب اس کا جواب بھی اسی طرح سے ہے۔

334.X-مولانا عبدالباری : کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے اکثر شہروں کی روڈوں بالخصوص کوئٹہ شہر کی سڑکوں کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان روڈوں کی تعمیرو مرمت کا فوری ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے۔

(جواب موصول نہیں ہوا)

جناب ڈپٹی اسپیکر : رخصت کی درخواست اگر کوئی ہو تو سیکریٹری اسمبلی پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

اختر حسین خاں (سیکریٹری اسمبلی) : جناب شوکت بشیر مسیح صاحب نے موجودہ تمام اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : جناب محمد صادق عمرانی صاحب نے ذاتی مصروفیت کی بناء پر 14 جنوری 96ء سے 17 جنوری 96ء تک اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : مولانا عبدالواسع صاحب نے ضروری کام کے سلسلے میں آج 14 جنوری 96ء کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : میر اسرار اللہ خان زہری نے 14 جنوری سے 17 جنوری 96ء تک اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : جناب محمد سرور خان کاکڑ صوبائی وزیر اسلام آباد تشریف لے گئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : سردار سترام سنگھ نے ذاتی مصروفیت کی بناء پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : نوابزادہ سلیم اکبر بگٹی صاحب نے 14 جنوری 96ء سے 21 جنوری 96ء تک اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر : تحریک استحقاق نمبر17 پیش کریں۔

تحریک استحقاق

مولانا عبدالباری : بسم اللہ الرحمان الرحیم! میں تحریک استحقاق کا نوٹس دیتا ہوں تحریک یہ ہے۔ کہ سرکاری ملازمین کو سرکاری کوارٹر کے مالکانہ حقوق نہ صرف اسمبلی اور کابینہ سے پاس کیا۔ بلکہ کچھ عرصہ اس پر کارروائی بھی ہوئی۔ لیکن ابھی تک سرکاری کوارٹروں میں رہائش پذیر مالکانہ حقوق سے محروم ہیں۔ جس کی وجہ سے نہ صرف اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ بلکہ بلوچستان میں نمائندگی کرنے والے اراکین جنہوں نے یہ قرار دادیں اس معزز ایوان سے پاس کروا کر اپنے حلقہ انتخاب کے لوگوں کی بھی ترجمانی کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : تحریک استحقاق یہ ہے کہ سرکاری ملازمین کو سرکاری کوارٹر کے مالکانہ حقوق نہ صرف اسمبلی اور کابینہ سے پاس کیا بلکہ کچھ عرصہ اس پر کارروائی بھی ہوئی لیکن ابھی تک سرکاری کوارٹروں میں رہائش پذیر مالکانہ حقوق سے محروم ہیں جس کی وجہ سے نہ صرف اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ بلوچستان میں نمائندگی کرنے والے اراکین جنہوں نے یہ قرار دادیں اس معزز ایوان سے کروا کر اپنے حلقہ انتخاب کے لوگوں کی بھی ترجمانی کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی مولانا صاحب آپ اپنی تحریک استحقاق پر کچھ بولنا چاہیں تو؟

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر جیسا کہ آپ کو معلوم ہے تمام ممبران صاحبان کو بھی معلوم ہے کہ 1988ء میں یہ مسئلہ جو کچی آبادی کا ہے یا یہ جو سرکاری کوارٹروں کا ہے انہی کوارٹرز کے مالکانہ حقوق سرکاری ملازمین کو دیئے جائیں۔ 1988ء سے اب تک اسمبلی میں قراردادیں پاس ہوچکی ہیں اور 91ء میں کیبنٹ نے بھی یہ فیصلہ کیا تھا یہ آپ کو معلوم ہے 24 نومبر 1991ء میں اس وقت ایس اینڈ جی اے ڈی منسٹر میر جان محمد جمالی صاحب کی صدارت میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی کہ وہ ایک طریقہ کار وضع کرے کہ سرکاری کوارٹر تقسیم ہونے چاہئیں اور حال ہی میں ہمارے وفاقی منسٹر خالد کھرل صاحب نے اعلان کیا تھا کہ سرکاری کوارٹرز کے مالکانہ حقوق سرکاری ملازمین کو ملنے چاہئیں اور بعد میں 1992ء میں آپ کو یاد ہوگا منسٹر زراعت مولانا محمد زمان صاحب نے بھی قرارداد پیش کی اور متفقہ طور پر قرارداد منظور ہوئی۔ 1993ء میں اس وقت کے چیف منسٹر نے باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کیا تھا۔ اور بعد میں میں نے 1994ء میں اسمبلی کے فلور پر یہ قرارداد پیش کی جو متفقہ طور پر قرارداد منظور ہوئی۔ لیکن بعد میں مجھے یاد ہے کہ ہمارے پارلیمانی منسٹر سعید ہاشمی صاحب نے کہا تھا کہ سرکاری ملازمین کو مالکانہ حقوق نہیں دلوائے تو میں مستعفی ہوجاؤں گا اور ہاشمی صاحب جب اپنے حلقہ انتخاب کے دورے پر گئے جہاں ان کے حلقے میں جو اکثر ملازمین ہیں ان کے پاس سرکاری مکان ہیں وہاں رہائش پذیر ہیں ادھر بھی یہ یقین دہانی کرائی کہ میں آپ کے رہائش کا مالکانہ حقوق دلواؤں گا تو بار بار فیصلہ ہوا ہے آپ کو یاد ہوگا کہ وزیراعظم پاکستان نے پنجاب اور سندھ کے ملازمین کے لئے مالکانہ حقوق دے دیئے ہیں تو ایسے حالات میں بار بار قراردادیں بھی پیش ہوچکی ہیں۔ کیبنٹ میں بھی فیصلہ ہوا ہے تو ابھی درمیان میں کون سی رکاوٹ مانع ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف محرک کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور سارے ایوان کا استحقاق بری طرح مجروح ہوچکا ہے لہذا جناب اسپیکر اس تحریک استحقاق کو منظور کرکے اس پر بحث ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی ٹریژری بینچز سے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ : (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) جناب اسپیکر صاحب مولانا صاحب نے جو یہ قرارداد پیش کی ہے یہ کئی سالوں سے زیر بحث رہی ہے۔ اور چونکہ یہ کافی پیچیدہ اور اہم مسئلہ ہے۔ باقی جو مولانا صاحب نے کہا کہ کئی اسٹیجوں پر ہم نے اس کی تائید بھی کی ہے۔ بعد میں جب ہم نے عملی طرف اس مسئلے کو ڈالا تو اس میں بڑی مشکلات آرہی ہیں کیونکہ یہ مسئلہ ان کالونیوں تک محدود نہیں ہے جس میں فی الحال لوگ رہتے ہیں کلاس ون سے سیکریٹری لیول تک اس میں رہ رہے ہیں۔ آیا سیکریٹری صاحبان یا 16 گریڈ سے یا اوپر کے جو ملازمین رہ رہے ہیں کیا ان کو بھی الاٹ کیا جائے۔ فرض کریں ان کو الاٹ کر بھی دیں تو آپ کے پاس آئندہ فنڈ کہاں ہوں گے کہ نئے لوگوں کو کوارٹر دے سکیں اس میں اکاموڈیٹ کرسکیں کیا یہ صرف کوئٹہ تک محدود ہے بلکہ اس میں اس صوبے کے جو اضلاع ہیں جہاں سرکاری کوارٹر ہیں جہاں پر کالونیاں ہیں وہاں اے سی رہتا ہو ڈی سی رہتا ہو۔ کوئی بھی رہتا ہو وہ سب کلیم کریں گے کہ ہمیں بھی الاٹ کردیں بعد میں ہم دیکھیں گے تو لہٰذا اس پر ایک اسپیشل کمیٹی بنی۔ وزیر اعلیٰ صاحب سعید ہاشمی صاحب اور میں بطور ایس اینڈ جی اے ڈی وزیر کے علاوہ ازیں وزیر قانون اور سیکریٹری صاحبان کی ایک اسپیشل کمیٹی اس پر بنی۔ بہت لمبے چوڑے بحث مباحثے کئے جناب اس مسئلے کو عملی شکل دینا بہت ہی مشکل ہے۔ یہ حکومت کی جائیداد ہے آپ اس کو نیلام کررہے ہیں اور پھر اس سے پیسے وصول ہونا کار دارد ہے وصول ہوں گے یا نہیں۔ لیکن ان لوگوں نے کیا گناہ کیا ہے کہ جو نوے فیصد بغیر کوارٹر کے رہ رہے ہیں کوارٹر تو صرف ان دس فیصد خوش قسمت لوگوں کے پاس ہیں جو پہلے سے اس میں رہ رہے ہیں۔ جب کوئی ریٹائر ہوتا ہے تو اس کا بیٹا یا بیٹی کلیم کرتے ہیں کہ انہیں الاٹ کئے جائیں۔ جو پہلے سے رہ رہے ہوتے ہیں اور ہوتا یہی چلا آرہا ہے کہ ایک مکان جس نے Occupy کیا ہے میرے خیال میں پاکستان بننے کے بعد گن لیں تو میرے

خیال نوے فیصد مکان انہی خاندانوں کے پاس ہیں اور انہی کے پاس چل آ رہے ہیں۔ کیا دوسرے لوگوں کو جو نوے فیصد اسی ارمان میں چلے جاتے ہیں کہ کاش ہمیں بھی اس طرح کی سہولت ملتی۔ تو اس میں ایک قسم کی قانونی انتظامی مشکلات پیش تھیں۔ پھر اس پر اسپیشل کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ اگر اس پر فیصلہ کریں تو اس پر بہت زیادہ انتظامی اور اقتصادی مشکلات پیدا ہو گئیں۔ لہذا اسپیشل کمیٹی نے متفقہ فیصلہ کیا کہ اس کو ڈراپ کردیا جائے کیونکہ یہ نوے فیصد ان لوگوں کے مسائل ہیں جن کو ابھی تک کچھ ملا نہیں ہے اور 16 سے لے کر سیکریٹری صاحبان وہ بھی کلیم کر رہے ہے کہ ہم بھی تو اس مکان میں رہ رہے ہیں کہ یہ ہمیں الاٹ کردیا جائے تو یہ سرکار کے لئے زیادہ مشکلات پیش آرہی تھیں لہذا اس کو اسپیشل کمیٹی نے ڈیفر کردیا۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر جب ایک قرارداد اس اسمبلی نے پاس کی تھی تو کیا اس کمیٹی کو اختیار تھا کہ اس کو رجیکٹ کرے جناب جب صوبہ سندھ میں ایسا ہو رہا ہے صوبہ پنجاب میں ہو رہا ہے' تو بلوچستان کے جو سرکاری ملازمین ہیں انہوں نے کیا گناہ کیا ہے اور جناب اسپیکر ٹیکنیکل بات یہ ہے کہ جب ان سرکاری ملازمین نے ریبٹو کی صورت میں دوگنی قیمت ادا کردی ہے یا ہاؤس رینٹ کی صورت میں جب انہوں نے دوگنی قیمت ادا کردی ہے اور پھر جس طرح منسٹر صاحب فرمارہے ہیں کہ سالہا سال سے اسی سال سے یا نوے سال سے یہ رہتے آرہے ہیں تو جب رہتے آرہے ہیں تو ان کو مالکانہ حقوق ملنی چاہئیں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ : مولانا صاحب ہم کوشش کر رہے ہیں کہ یہ ٹرینڈ کس طرح سے ختم ہوسکے۔ کہ ایک آدمی کو حکومت 36 سال تک استفادہ دے چکی ہے بس اس کے لئے اتنا استفادہ کافی ہے اب دوسرے آدمی کو بھی چانس دو تاکہ وہ بھی اس سے استفادہ کرسکے اور یہ انتظامی اور مسائل کو دیکھتے ہوئے ہمارے لئے یہ ممکن نہیں رہا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ کیا دے رہے ہیں اس کے لئے کئی اسکیم نئے اسکیموں میں

لوگوں کو الاٹ کر رہے ہیں۔ نئی کالونی جب ہم بنائیں گے ملازمین کے لئے تو ان کو وہ مکمل الاٹ کریں گے پھر اس سے کٹوتی کریں گے پرانے جو ہزاروں مکانات ہیں ان سے بہت دشوار اور انتظامی مشکلات بھی ہونگی لہذا فی الحال ہم نے اس کو التواء میں رکھا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : رولنگ

سرکاری ملازمین کو سرکاری کوارٹر کے مالکانہ حقوق نہ ملنے پر اس ایوان اور ارکان اسمبلی کا استحقاق مجروح نہیں ہوا ہے حکومت اپنے وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے ایوان سے منظور شدہ قراردادوں اور سفارشات پر عمل درآمد کرتی ہے لہذا میں اس تحریک استحقاق کو قاعدہ نمبر52(3) کے تحت خلاف ضابطہ قرار دیتا ہے۔

مولانا عبدالباری : آپ خلاف ضابطہ قرار دیتے ہیں اور کسی کو یہاں حق نہیں ملتا ہے۔ اور انہی کالونیوں کو بھی محکمہ بی اینڈ آر نے بھی کنڈم قرار دیا ہے۔ محکمہ بی اینڈ آر بھی گورنمنٹ کا حصہ ہے چار جصے ایک فیصلہ دیتے ہیں اور چار دوسری طرف پتہ نہیں حکومت کس کونے میں ہے اور کس غفلت میں بیٹھی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : یہ تحریک التواء آئی ہے بالترتیب نمبر1- نمبر2، نمبر3، نمبر4 میر ظہور حسین کھوسہ صاحب جناب مولانا عبدالباری صاحب جناب مولانا عبدالواسع صاحب کی طرف سے میر ظہور حسین کھوسہ صاحب اپنی تحریک التواء نمبر1 پیش کریں۔

میر ظہور حسین کھوسہ : میں درج ذیل تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں کہ گزشتہ تقریباً پندرہ روز سے بلوچستان سول سیکریٹریٹ کی تالہ بندی میں صوبائی سطح پر حکومت کا نظام مکمل طور پر درہم برہم ہوگیا ہے اور انتظامی مشینری مفلوج ہورہی ہے اور ترقیاتی کام بالکل ٹھپ ہوکر رہ گئے ہیں اور عوامی مسائل حل نہ ہونے کی وجہ سے عوام شدید مشکلات اور مایوسی کا شکار ہیں۔ حکومت ملازمین کی گرفتاری کی بجائے ان کے جائز مطالبات کے حل کے سلسلے میں مذاکرات کرے اور صوبائی سطح پر دفاتر کو

کھولنے کے اقدامات کئے جائیں لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : تحریک التواء یہ ہے کہ گزشتہ تقریباً پندرہ روز سے بلوچستان سول سیکریٹریٹ کی تالہ بندی میں صوبائی سطح پر حکومت کا نظام مکمل طور پر درہم برہم ہوگیا ہے۔ اور انتظامی مشینری مفلوج ہورہی ہے اور ترقیاتی کام بالکل ٹھپ ہو کر رہ گئے ہیں اور عوامی مسائل حل نہ ہونے کی وجہ سے عوام شدید مشکلات اور مایوسی کا شکار ہیں۔ حکومت ملازمین کی گرفتاری کے بجائے ان کے جائز مطالبات کے حل کی سلسلے میں مذاکرات کرے اور صوبائی سطح پر دفاتر کو کھولنے کے اقدامات کئے جائیں لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس مسئلے پر بحث کی جائے۔ یہ تحریک چونکہ ایک ہی قسم کی ہیں تحریک التواء نمبر 2 جناب مولانا باری صاحب نے بھی پیش کی ہے مولانا باری صاحب اپنی تحریک پیش کریں۔

مولانا عبدالباری : ایک ہی کاپی ہے اگرچہ متن مختلف ہے۔ جس طرح آپ مناسب سمجھتے ہیں جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : آپ پیش کریں ہاؤس کی ملکیت بن جائے۔

مولوی عبدالباری : جی ٹھیک ہے۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم میں اسمبلی کی انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت درج ذیل فوری اہمیت عامہ کا حامل حالیہ وقوع پذیر واضح معاملہ پر بحث کرنے کی غرض سے اسمبلی کی کارروائی کی التواء کی تحریک پیش کرتا ہوں۔ یہ کہ بلوچستان سول سیکریٹریٹ کے تمام ملازمین اپنے جائز مطالبات کی نامنظوری کے خلاف گزشتہ ایک ہفتے سے مکمل ہڑتال پر چلے گئے ہیں۔ اور وہ روزانہ اپنے مطالبات کے حق میں گرفتاریاں پیش کرکے جیل بھرو تحریک چلا رہے ہیں لیکن حکومت کی طرف سے کسی قسم کے مذاکرات میں عدم دلچسپی کی وجہ سے معاملہ طول پکڑ رہا ہے اور سیکریٹریٹ میں ہڑتال کی وجہ سے تمام کام رک گیا اور دور دراز

سے آئے ہوئے لوگ جو اپنے مسائل کے حل کے سلسلے میں سیکریٹریٹ آتے ہیں سخت مشکلات سے دوچار ہیں اور جس کی وجہ سے عوام میں بے چینی اور پریشانی پھیلی ہوئی ہے لہٰذا ایوان کی کارروائی روک کر اس اہم معاملہ پر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : تحریک یہ ہے کہ بلوچستان سول سیکریٹریٹ کے تمام ملازمین اپنے جائز مطالبات کی نامنظوری کے خلاف گزشتہ ایک ہفتے سے مکمل ہڑتال پر چلے گئے ہیں اور وہ روزانہ اپنے مطالبات کے حق میں گرفتاریاں پیش کر کے جیل بھرو تحریک چلا رہے ہیں لیکن حکومت کی طرف سے کسی قسم کی مذاکرات میں عدم دلچسپی کی وجہ سے معاملہ طول پکڑ رہا ہے اور سیکریٹریٹ میں ہڑتال کی وجہ سے تمام کام رک گیا اور دور دراز سے آئے ہوئے لوگ جو اپنے مسائل کے حل کے سلسلے میں سیکریٹریٹ آتے ہیں سخت مشکلات سے دوچار ہیں اور جس کی وجہ سے عوام میں بے چینی اور پریشانی پھیلی ہوئی ہے لہٰذا ایوان کی کارروائی روک کر اس اہم معاملہ پر بحث کی جائے۔ تحریک التواء مولانا عبدالواسع صاحب نے بھی اسی موضوع پر پیش کی ہے چونکہ وہ رخصت پر ہیں میں میر ظہور حسین کھوسہ صاحب کو دعوت دوں گا کہ وہ اپنی تحریک کے سلسلے میں اگر بولنا چاہیں۔

میر ظہور حسین کھوسہ : جناب اسپیکر صاحب آج سول سیکریٹریٹ کی ملازمین کو تقریباً چوبیس روز ہوگئے ہیں کہ اپنے مطالبات کے متعلق انہوں نے ہڑتال کی ہوئی ہے۔ اس سے پیشتر انہوں نے تین چار ماہ پہلے اپنے ڈیمانڈ حکومت کو دیئے اور ان کو کہا کہ ہمارے یہ جائز مطالبات مانے جائیں۔ لیکن مجبوراً ان سے کوئی چار ماہ تک صوبائی حکومت نے ان سے کوئی نہیں کی تو مجبور ہو گے انہوں نے بیس دسمبر کو ایک گھنٹہ ہڑتال کی ابتداء کی تو روزانہ ایک گھنٹہ ہڑتال کرنے کے بعد پھر بھی کوئی مذاکرات کی پیشکش صوبائی حکومت کی طرف سے نہیں آئی تو دو گھنٹے کی انہوں نے ہڑتال شروع کی۔ اس کے بعد غالباً آٹھ جنوری یا سات جنوری کو یہ لوگ اپنی میٹنگ میں بیٹھے ہوئے تھے سول

سیکریٹریٹ کے ملازمین تو گورنمنٹ کی طرف سے ان کے اوپر ایک زبردست طریقے سے حملہ ہوا اور ان کو اڑتالیس ملازمین کو گرفتار کیا گیا۔ اس کے بعد مجبور ہو کر احتجاجاً انہوں نے مکمل ہڑتال کرنے کا اعلان کیا۔ صوبائی حکومت کو چاہئے تھا کہ وہ ان سے مذاکرات کرتی۔ ان کے مطالبات نئے سرے سے دیکھتی اور ان کے جو بھی مطالبات تھے جو حقیقت پر مبنی تھے۔ صوبائی حکومت نے اپنی نااہلی کا ثبوت دیتے ہوئے ان کو بھی مصیبت میں ڈالا ہے اور دو دراز کے لوگ جو یہاں اپنے کاموں سے آتے ہیں سیکریٹریٹ کی ویرانی کو دیکھتے ہوئے واپس چلے جاتے ہیں اور ان کا جو خرچہ وغیرہ ہوتا ہے وہ الگ ہے۔ ان کے ڈیمانڈ جو ہیں اگر اجازت دیں تو چارٹر آف ڈیمانڈ جو میرے ساتھ ہے وہ میں پڑھوں جو کہ حقیقت پر مبنی ہے۔ نمبر1 وفاقی حکومت کا فیصلہ جس میں سول آفیسروں اور سیکریٹریٹ سول سروس افسران کے درمیان شرح کا تعین اور طریقہ کار وضع کئے گئے ہیں جس پر صوبہ سرحد نے عمل درآمد کرنا شروع کردیا ہے۔ بلوچستان حکومت بھی اس طرح کا جلد از جلد نوٹیفکیشن جاری کریں۔ جبکہ صوبہ سرحد میں وہاں کے چیف سیکریٹری نے نوٹیفکیشن جاری کردیا اور اس کے اوپر عملدرآمد شروع ہوچکا ہے۔ نمبر2 چونکہ مرکزی حکومت سے متعلق ہے جو صوبائی حکومت مرکزی حکومت کو ان کے مطالبات کے لئے سفارش کرسکتی ہے۔ سیکریٹریٹ الاؤنس بحال کیا جائے اور آفیسروں سے کٹوتی بند کی جائے۔ نمبر3 پینتالیس فیصد ہاؤس رینٹ موجودہ پے اسکیل پر دیا جائے۔ یہ بھی مرکزی حکومت سے متعلق ہے جو کہ صوبائی حکومت اس کی سفارش کرسکتی ہے۔ ایڈیشنل سیکریٹری کی پوسٹیں بڑھائی جائیں اور پچھتر پرسنٹ کوٹہ سیکریٹریٹ سروس کے لئے مختص کئے جائیں۔ یہ صوبائی حکومت کی مد میں آتا ہے۔ نمبر5 ڈپٹی سیکریٹریز کا کوٹہ چالیس پرسنٹ سے بڑھا کر پچھتر پرسنٹ کیا جائے اور تینتیس پرسنٹ سلیکشن گریڈ 19 دیا جائے۔ نمبر6 اسٹینوگرافر بھی گریڈ 15 کی براہ راست بھرتی بند کی جائے اور ان کو پوسٹوں پر جونیئر اسکیل اسٹینوگرافرز کو سو فیصدی پروموشن دی جائے۔

نمبر7 انکم ٹیکس مرکزی حکومت سے متعلق ہے۔ انکم ٹیکس کی سیلنگ کم از کم ایک لاکھ مقرر کی جائے۔ نمبر8 آٹھ اکتوبر 1995ء کو جاری شدہ نوٹیفکیشن فی الفور منسوخ کی جائے۔ پرائیویٹ سیکریٹریز سپرنٹنڈنٹس کو مقررہ تاریخ سے پروموشن دیا جائے۔ نمبر9 سیکریٹریٹ اسٹاف کو الاٹ شدہ پلاٹ پر وعدے کے مطابق جلد از جلد کام شروع کیا جائے۔ نمبر10 سیکریٹریٹ اسٹاف ایسوسی ایشن پر قائم مقدمے وعدے کے مطابق جلد از جلد واپس لئے جائیں۔ صوبائی حکومت نے پہلے بھی ایک قرارداد پاس کی تھی جناب اسپیکر صاحب کہ ملازمین کو ایک ہفتے کی تنخواہ دی جائے گی۔ باقی تمام صوبوں میں اس پر عملدرآمد ہوا اور ایک ایک ہفتے کی ہر صوبے نے ملازمین کو تنخواہ دی ہے لیکن صوبہ بلوچستان کے ملازمین کو فائدہ کے باوجود بلکہ دو دفعہ قرارداد اس صوبائی اسمبلی میں پاس بھی ہوئی اس کے باوجود بھی صوبائی حکومت نے ایک ہفتے کی تنخواہ ادا نہیں کی۔ جبکہ دوسرے صوبوں نے اپنے طور پر ادائیگی کر دی ہے۔ اب تک اس کے متعلق کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔ نمبر12 ڈیفنس ٹیکس کی کٹوتی بند کی جائے۔ جناب اسپیکر صاحب یہ صوبہ سرحد کا نوٹیفکیشن میرے سامنے ہے اور جو مرکزی اور صوبائی حکومت کے درمیان ایک شرح مقرر کیا گیا ہے کہ کس طرح ڈی ایم جی گروپ کا ریشو ہوگا اور کس طرح صوبائی حکومت کے ملازمین کا ریشو ہوگا۔ بی 21 جو ہے 65 پرسنٹ وہ ڈی ایم جی گروپ کا ہوگا اور 35 پرسنٹ پراونشل ملازمین کا ہوگا جو کہ یہاں پر اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے بلکہ 80 پرسنٹ 85 پرسنٹ کے لگ بھگ جو ہے یہاں پہ ڈی ایم جی گروپ بیٹھا ہوا ہے جو کہ صوبائی ملازمین کے ساتھ ناانصافی ہے۔ اسی طرح یہ مرکزی حکومت کا فیصلہ ہے اور انہوں نے شرح مقرر کی ہوئی ہے۔ بی 20 جو ہے وہ 60 فیصد ڈی ایم جی گروپ کے لئے ہے اور چالیس فیصد صوبائی ملازمین کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ بی 19 جو ہے ڈی ایم جی گروپ کے لئے 50 فیصد ہے اور صوبائی ملازمین کے لئے 50 پرسنٹ ہے اور اسی طرح بی 18 چالیس فیصد ڈی ایم جی گروپ کے لئے ہے اور 60 فیصد

پراونشل ملازمین کے لئے ہے اور اسی طرح بی 17 پچیس فیصد ڈی ایم جی کے لئے ہے اور پچھتر فیصد پراونشل کے لئے ہے وہ اوپر جو میں نے عرض کیا ہے ان کو ان بقایا پوسٹوں کو یہ جو پینتیس پرسنٹ ہے چالیس پرسنٹ ہے پچاس یا ساٹھ یا پچھتر پراونشل گورنمنٹ کے حصے میں آئے گی ان بقایا پوسٹوں کو صوبائی حکومت کی درج ذیل تین سروس گروپس میں تقسیم کیا گیا ہے سیکرٹریٹ سروس ایگزیکٹو پی سی ایس ٹیکنیکل آفیسرز اس طرح سے ان کے جائز مطالبات کو مانے جائیں میں اپنی پارٹی کی طرف سے جمہوری وطن پارٹی کی طرح سے بھرپور حمایت کرتا ہوں سول سیکریٹریٹ کے ملازمین کے مطالبات کو منوانے کے لئے اور عملی طور پر بھی ان کے ساتھ ساتھ ہوں گے۔ ہمارے دور حکومت میں جمہوری پارٹی کے دور حکومت میں 1988ء کے دور حکومت میں اور 1990ء کے دور حکومت میں ہماری حکومت نے نواب صاحب کی حکومت نے اس پر عمل درآمد کرایا تھا۔ ڈی آئی جی یہاں کے لوکل تھے اور اکثریت کی۔ ڈپٹی کمشنر کی اکثریت یہاں کے لوکل تھے اور کمشنر لوکل تھے تقریباً" سیکریٹری لیول کے بھی لوکل تھے لیکن کیا ہوگیا ہے کہ یہ حکومت مرکزی حکومت کے اشاروں پر صوبائی ملازمین کے ساتھ ناانصافی کر رہی ہے ہم چاہتے ہیں صوبائی حکومت سے کہ یہ جو مرکزی حکومت نے فیصلہ بھی کیا ہے شرح کے حساب سے اس پر عمل درآمد کیا جائے جسے میں نے پڑھ کر سنایا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی مولانا باری صاحب آپ اپنی تحریک کے حق میں اگر بولنا چاہیں؟

مولانا عبدالباری : میرے خیال میں جناب اسپیکر اس تحریک کو منظور کریں تاکہ ہم اس پر بحث کرسکیں جس طرح میر ظہور حسین کھوسہ نے سیکریٹریٹ اسٹاف کو آرڈینشن کے چارٹر آف ڈیمانڈ پڑھ کر ایوان کو سنایا۔ جناب اسپیکر یہ میری سمجھ سے بالا تر ہے کہ گریڈ ایک سے لے کر گریڈ 20 تک کے گورنمنٹ ملازمین نے اپنے مطالبات کے پس منظر میں احتجاج جلسہ جلوس نکالے ہیں تو ان ملازمین کو ایک گورنمنٹ

سمجھتا ہوں۔ اور ہمارے صوبائی انتظامیہ نے دفعہ 144 کے تحت ان کے خلاف کارروائی کرکے ان کو جیلوں میں ڈال دیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس جمہوری دور میں دفعہ 144 کو بہانہ بنا کر کسی کے ہڑتال جلسے جلوس مطالبات کے بنیاد پر مذاکرات کرنے کی بجائے ان کو دھکیل کر جیلوں میں ڈال دیا جائے۔ یہ تو واضح طور پر جمہوریت کی خلاف ورزی ہے۔ جمہوری دور میں اس طرح نہیں ہونا چاہئے۔ حالانکہ میں نے سیکریٹریٹ اسٹاف کو آرڈینیشن کے عہدیداران سے پوچھا کہ کیا گورنمنٹ کی طرف سے مذاکرات کی پیش کش ہوئی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ ابھی تک کوئی پیش کش نہیں ہوئی۔ جناب ایک طرف گورنمنٹ ملازمین گورنمنٹ کے خلاف ہڑتال کر رہے ہیں دوسری طرف بالائی گورنمنٹ نے ان گورنمنٹ ملازمین کو جیل میں ڈالا ہے۔ جب ہم سیکریٹریٹ جاتے ہیں۔ تو سیکریٹریٹ بالکل ویران نظر آتا ہے۔ وزراء صاحبان کی فوج ظفر موج کے باوجود کوئی وزیر نہیں ملتا۔ جب ہمارے لوگ پنجگور، ڈیرہ بگٹی، لورالائی، ژوب اور صوبے کے دیگر دور دراز علاقوں سے اپنے کسی کام کے سلسلے میں یہاں آتے ہیں تو ہڑتال کی وجہ سے انہیں دشواریاں پیش آتی ہیں۔ سیکریٹریٹ میں وزیر صاحبان بہت کم آتے ہیں لیکن اب تو سیکریٹری صاحبان بھی نہیں آتے ہیں ایک دن میں وہاں گیا تو بجلی کی سپلائی بھی بند تھی اور بالکل اندھیرا تھا۔ یہ ایک عوامی اہمیت کا مسئلہ ہے۔ اور اب تک گورنمنٹ کی طرف سے کوئی ذمہ دار شخص یہ ذمہ داری لینے کے لئے تیار نہیں کہ ان سے مذاکرات کریں حالانکہ وہ بے چارے مذاکرات کے لئے تیار ہیں۔ جناب اسپیکر اگر سرحد کی گورنمنٹ ڈیڑھ سال قبل اس طرح کے مطالبات منظور کرکے اپنے ملازمین کو دے سکتا ہے۔ تو ہماری گورنمنٹ کیوں اتنی پسماندہ ہے۔ جہاں تک ان کے مطالبات کا تعلق ہے اور میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ ان کے اکثر مطالبات کا تعلق وفاقی گورنمنٹ سے ہے۔ کیوں صوبائی گورنمنٹ ان مطالبات کی سلسلے میں مرکزی حکومت سے سفارش نہیں کرتا اور ضد رکھ کر خواہ مخواہ گریڈ ایک سے لے کر گریڈ بیس

تک کے ملازمین کو جیل میں ڈالا ہے جس سے ہماری گورنمنٹ کی بھی بدنامی ہے دنیا ہم پر ہنستی ہے کہ آدھی گورنمنٹ نے آدھی گورنمنٹ کو جیل میں ڈالا ہے۔ تکلیف عوام کو ہے اور اس گورنمنٹ کو کوئی احساس نہیں میں اس گورنمنٹ کو عوامی گورنمنٹ نہیں سمجھتا۔ جناب اسپیکر اگر آپ یہ تحریک التواء کو بھی منظور نہ کریں اور اسمبلی اس طرح کے مسئلوں پر بحث نہ کریں تو اسمبلی کا کیا مقصد ہے اسمبلی کس لئے بنائے گئی ہے۔ اگر جمہوری نظام میں ہڑتال جلسے جلوس پر پابندی ہو تو جمہوریت کا کیا فائدہ تو جناب اسپیکر قاعدہ 70 کے تحت اس تحریک التواء کو بحث کے لئے منظور کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی) : جناب اسپیکر واقعی مسئلہ ہے کہ سیکریٹریٹ میں ہڑتال ہے۔ اور عوام بلکہ ہم لوگوں کو خود بھی مشکل پیش آرہی ہے۔ اس میں تین نقطے ہیں۔ نمبر1 کیا تحریک التواء بنتی ہے نمبر2 ان کے فرائض کیا ہے۔ نمبر3 ان کے حقوق کیا ہیں۔ میرے خیال میں ان تین سوالوں کو علیحدہ علیحدہ رکھا جائے تو ہمیں پتہ چل سکتا ہے۔ سب سے پہلا مسئلہ یہ ہے یہ ہڑتال وغیرہ کئی مہینوں سے بلکہ اس سے پہلے پچھلے سال بھی یہی سیکریٹریٹ اسٹاف ہڑتال پر تھی ہم نے ان کو بیٹھا کر ان کو گریڈ 20 کی پانچ سیٹیں دے دیں اور بھی بہت سے مراعات ان کو دے دیں اس کے بعد سیکریٹریٹ کے ملازمین گریڈ ایک سے لے کر پندرہ تک ہڑتال کی پھر بھی ہم نے ان کے کئی مطالبات تسلیم کر لئے۔ اور اب یہ مسئلہ دوبارہ پچھلے تین چار ماہ سے چلا آرہا ہے۔ یعنی سیکریٹریٹ میں ہڑتال پندرہ دن کی بات نہیں۔ مولانا صاحب کے اپنے دور میں کئی مہینوں تک اسکولوں کے ٹیچر اور دیگر ملازمین کی ہڑتال ہوتی رہی ہے۔ لہٰذا چونکہ اس ہڑتال کے مسئلے کو دیکھا جائے تو ایک تسلسل ہے یعنی تین ماہ بعد ایک ہڑتال شروع ہو جاتی ہے۔ تالا بندی وغیرہ ہوتی رہتی ہے۔ یہ فوری اہمیت کا مسئلہ نہیں آج سیکریٹریٹ والے کریں دو ماہ بعد کوئی دوسرے ملازمین ہڑتال کریں گے۔

لہذا یہ فوری اہمیت کا مسئلہ نہیں ہے۔ ہم سیکریٹریٹ کو آرڈیننس والوں کے ساتھ لگے ہوئے شاید ہفتہ ڈیڑھ میں ان کا مسئلہ حل کریں۔ نمبر2 ان کے فرائض کیا ہے سیکریٹریٹ ملازمین گریڈ ایک سے لے کر بیس تک واقعی گورنمنٹ ملازمین ہیں۔ یہ یونین نہیں کیونکہ یونین اور ایسوسی ایشن میں فرق ہوتا ہے یونین ان فیکٹریز میں جہاں مزدور کام کرتے ہیں ان کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ ہڑتال جلسہ جلوس کریں لیکن جہاں تک ایسوسی ایشن کا تعلق ہے ان کو بالکل ان چیزوں کا حق حاصل نہیں۔ ایسوسی ایشن والے نہ نعرہ بازی کرسکتے نہ تالہ بندی نہ جلسہ و جلوس و تقاریر ان کو قانوناً ان چیزوں کی اجازت نہیں یہی مسئلہ ہے کہ کیا یہ ایسوسی ایشن ہے یا یونین یہ مسئلہ آج سے دوسال پہلے کورٹ میں جاچکا ہے سول کورٹ میں گورنمنٹ کے حق میں اور ان کے خلاف چلا گیا کہ یہ ایسوسی ایشن ہے یونین نہیں اس مسئلے پر سول کورٹ نے گورنمنٹ کے حق میں فیصلہ دیا۔ پھر اس کے بعد یہ مسئلہ ہوتا رہا ہڑتال شروع ہوئی اس ہڑتال میں پھر گورنمنٹ چلی گئی سول کورٹ کا فیصلہ سیشن کورٹ کے پاس چلا گیا۔ سیشن کورٹ میں بحث مباحثے کے بعد اس کو Refer کیا گیا سول کورٹ اب سول کورٹ میں یہ مسئلہ چل رہا ہے۔ کہ کیا یہ ایسوسی ایشن ہے یا یونین ان کے خلاف گورنمنٹ نے اپیل کی ہے۔ چونکہ فیصلہ سول کورٹ میں ہوچکا ہے بلکہ چل رہا ہے لہذا یہ توہین عدالت ہے یہ لوگ جو جلسہ جلوس کر رہے ہیں تالہ بندی کر رہے ہیں میں لہذا عدالت کو اس پر ایکشن لینا چاہیے۔ آنے والے 22 تاریخ کو یہ پیشی شروع ہوگی۔ تو اس لئے ایک تو یہ فوری اہمیت کا مسئلہ نہیں دوسری بات یہ کہ جو بھی کیس کورٹ میں چلتے ہیں وہ اسمبلی میں التواء کے طور پر یا قرارداد کے طور پر پیش نہیں کی جاسکتی ہے جس کا ارمینگ 22 تاریخ ہوگی ان بنیاد پر تحریک التواء نہیں بن سکتی تیسری بات یہ کہ ان کے حقوق کیا ہیں یہ ہمارے بھائی ہیں شاید ان میں میرا بھائی بھی شامل ہو ہم حقیقت میں ان کو اپنا بھائی جیسا سمجھتے ہیں اور ان کی ہر مشکل حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس میں ایک مسئلہ ہے سیکریٹریٹ

سروس اور (پی سی ایس) سروس کے درمیان شرح یعنی پرسنٹ کا معاملہ کہ (ڈی ایم جی) کے بعد مرکز کے لوگ ہیں اس سے جو حصہ بچ جاتا ہے۔ اس میں (پی سی ایس) کا کتنا حصہ ہے سیکریٹریٹ گروپ کا حصہ کتنا ہے یہ دو مسئلے پہلے سے چلے آرہے تھے ان کے لئے ہم ایک کمیٹی بنائی ہمارے سلطان ناصر صاحب کے زیر صدارت انہوں نے اس پر اپنا فیصلہ دے دیا اس میں ایک گروپ نے اعتراض کیا کہ چونکہ وہ (پی سی ایس) کے آدمی ہیں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر) : فتح خان خٹک کی جو رپورٹ ہے اس کو فائنل کر دیا جائے اس پر ہم لگے ہوئے ہیں اور انشاء اللہ ان کے ساتھ بیٹھ کر ہم یہ مسئلہ تفصیل سے طے کریں گے ان کے نمائندے ہونگے گورنمنٹ درمیان میں ہوگی تاکہ ان کے مسائل حل ہوسکیں ہمارے درمیان نہیں بلکہ ان دو گروپوں کے درمیان اہم مسئلہ ہے یہ کرنے کے لئے آج ہم شاید بیٹھیں جیل والوں سے بھی ہم نے بات کی ہے دوسروں سے بھی بات کر رہے ہیں انشاء اللہ کسی نے کسی طرح ان کا مسئلہ آگے لے جائیں گے اور جو دوسرے ان کے مطالبات ہیں جن میں اکثر مرکز سے تعلق رکھتے ہیں سیکریٹریٹ الاؤنس جو کہ پچھلی جولائی پینتیس فیصد انکریمنٹ تنخواہوں میں زیادتی دی گئی اس میں یہ تھا کہ اس سے پہلے جو الاؤنس ہے اس کو سیل کیا گیا یعنی جن لوگوں کو مل رہا ہے وہ اتنے ہی ملیں گے اس سے زیادہ نہیں ملیں گے ابھی چونکہ مرکزی فیصلہ تھا اب اس فیصلے کو واپس مرکز ریفر کرنا ہوگا اور ہم بھی اس پر وزیر اعلیٰ سے ان کی سفارش کریں گے اور تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں ہاؤس رینٹ فی الحال تنخواہ کی بنیاد پر دیا جائے پچھلے والے کے اوپر نہیں یہ بھی چونکہ مرکزی مسئلہ ہے اس میں بھی ہم سفارش کرینگے یہ فیصلہ چونکہ مرکز کے طرف کا ہے ہم سفارش کرتے ہیں کہ فی الحال بنیادی تنخواہوں پر دینا چاہئے دو تین اور جو چیزیں ہیں کہ ایڈیشنل سیکریٹری اور ڈپٹی سیکریٹری اس میں کوٹہ یہ بھی اسی سے متعلق ہے ان دونوں کا ریشو تناسب مقرر کیا جائے وہی کمیٹی ان تین چار

نکات کو اکٹھے کر کے اس کمیٹی میں ہم ان سے بھی رائے لیں گے دوسرے گروپ سے بھی رائے لیں گے ایک تیسرا گروپ بنائیں گے پہلے تو کوشش یہ کریں گے کہ جس نے آخری فیصلہ کیا فتح خان خجک نے اس پر ٹھہریں جو بھی فیصلہ تھا اگر نہیں تو پھر ایک تیسری کمیشن بنائیں گے جہاں تک اس پر صوبہ سرحد نے فیصلہ تھا اگر نہیں تو پھر ایک تیسری کمیشن بنائیں گے جہاں تک اس پر صوبے سرحد نے فیصلہ کیا ہے میرے خیال میں نہ پنجاب نے کیا ہے نہ سندھ نے کیا ہے اور ان سے یہ بھی پوچھنا ہوگا بلکہ اس کے لئے شاید ہم یہ کر سکیں کہ تمام صوبوں کے سیکریٹریز اور ایڈمنسٹریشن کے لوگ اکٹھے بیٹھ کر اور پاکستان کے لیول پر یہ مسئلہ سیکریٹریٹ گروپ اور پی سی ایس گروپ کے درمیان حل کر سکیں اور اس کے بعد چھوٹے موٹے چیزیں مثلاً" پچاس ایکڑ پلاٹ ہم نے سیکریٹریٹ کو دیا ہے اس پر کام شروع ہے بلڈوزر شروع ہے وزیر اعلیٰ نے مہربانی کی کہ ان کے لئے ایک بلڈوزر اور تیس سو گھنٹے دیئے اور کام شروع ہے سو ایکڑ یہاں پے تکتو کے نیچے جو چشمہ ہے وہاں پر سیکریٹریٹ والوں کو دیا ہوا ہے اب چونکہ وہاں ایک مسئلہ چل رہا ہے کہ فلاں بہبودہ زمین سرکار کی ہے یا زمینداروں کی ہے اس پر کافی پکڑ دھکڑ ہوا ہے کافی اس میں مصالحتی کوششیں ہوئی ہیں لیکن جب تک وہ مسئلہ حل نہ ہو اس وقت تک ذرا مشکل ہے گورنمنٹ کی طرف سے تو فری ہے ہم نے ان کے لئے چالیس لاکھ روپے بھی دیئے کہ بابا جاؤ یہ چالیس لاکھ روپے ہیں یہ تم ہے یہ ٹھیکیدار ہے وہاں پر وہاں کے لوکل لوگ جو ہیں وہاں پہنچ جاتے ہیں اور مورچہ زن ہوجاتے ہیں اور یہ ابھی تک ٹریبونل میں کیس چل رہا ہے کہ بلافہودہ زمین لوگوں کی ہے یا گورنمنٹ کی ہے تو وہ مسئلہ جب بھی حل ہوجائے پیسے ان کے لئے چالیس لاکھ پہلے بھی رکھے ہیں ٹھیکیدار کو کنٹریکٹ بھی دیا ہے اور ٹھیکیدار کو یہ بھی کہا کہ ہم آپ کو پولیس بھی دینگے لیویز بھی دینگے لیکن ٹھیکیدار جانے کے لئے تیار نہیں ہیں لہٰذا اس کے لئے بھی ہم کوشش کرتے ہیں کہ وہ مسئلہ حل ہوجائے میرے خیال میں باقی اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے اور

ایک ہفتہ کی تنخواہ ابھی پچھلی دفعہ ہماری گورنمنٹ فنانشلی بہت کمزور ہیں پہلے تو بے نظیر صاحبہ نے کوئی 266 کروڑ روپے کاٹے ہیں پھر بڑے منت ساجت کی اور بھائیوں نے وہاں جاکر کے کہ بابا یہی تو چیز ہے اس پر ہم دو چار ڈویلپمنٹ کررہے ہیں اس کو مہربانی کرکے واپس دیدیں انہوں نے وعدہ کیا اب بھی میرے خیال میں ساٹھ کروڑ یا نوے کروڑ کی کٹوتی آرہی ہے اور ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کس روڈ کو کس بند کو روکیں کہ یہ نوے کروڑ ہم پورا کریں اس پر ہم لگے ہوئے ہیں کوشش کررہے ہیں اس کے باوجود اس دفعہ جو سات فیصد تنخواہ میں اضافہ ہوا تھا ابھی میرے خیال میں مہینہ ڈیڑھ پہلے ہم نے اس کو چھبیس کروڑ روپے اس مفلسی کی بجٹ میں کراکرکے ان کو دیدیئے پہلے یہ ڈیمانڈ تھا اور اب دوسرا ڈیمانڈ ہے کہ ایک ہفتہ کی تنخواہ اب ایک ہفتہ کی تنخواہ بینظیر صاحبہ یا جو بھی صدر ہو وہ اپنے لئے ادھر اعلان کرتا ہے کہ جی اس دفعہ تیس فیصد دیدیں اس دفعہ ساٹھ فیصد دیدیں کون دیتا ہے اب تو جو اعلان کرے حق تو یہ بنتا ہے اور ہماری بجٹ میں تو گنجائش نہیں ہے کہ ہم اس کو ایک پیسہ دیدیں اب مرکز کا کام ہے کہ وہ سات فیصد ہمیں دیدیں تاکہ ہم تقسیم کریں لیکن ابھی تک انہوں نے نہیں دیا ہم اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں بار بار وزیر اعلیٰ صاحب ان کو خطوط لکھ رہے ہیں کہ مہربانی کرکے آپ نے جو وعدہ کیا تھا ایک ہفتہ کی تنخواہ کا جو کہ پانچ چھ کروڑ روپے بنتے ہیں بلکہ میں نے ان سے کہا کہ بابا ڈیڑھ سو روپے ہیں اس سے تمہارا کچھ نہیں بنتا ہمارے لئے پانچ کروڑ روپے ہیں کس روڈ کو کاٹے کس ٹیوب ویل کو کاٹے بابا اس کو چھوڑیں کبھی کبھار تم بھی اچھائی کرو بہرحال ہم کوشش میں لگے ہوئے ہیں اگر مرکزی گورنمنٹ سے ہم نے حاصل کیا تو انشاء اللہ یہ مل جائیں گے اور ٹیکس کا مسئلہ ہے کہ ٹیکس کی مد ایک لاکھ کردی جائے پچاس ہزار کی بجائے واقعی ہم سمجھتے ہیں کہ اس مہنگائی میں ٹیکس کی وصولی ایک لاکھ کے بعد ہونی چاہئے انشاء اللہ وزیر اعلیٰ صاحب بھی اس کی سفارش کریں گے ان میں جو چیزیں مرکزی گورنمنٹ سے متعلق ہے ہم سفارش کرتے

ہیں ان کے ساتھ ہے لیکن ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مہربانی کرکے سروسز رولز میں ایک منٹ کے لئے بھی اجازت نہیں ہے کہ وہ ہڑتال کرے تالہ بندی کرے جلسہ کرے 20 گریڈ کا آفیسر بھی ہڑتال کرے کل وزیر اعلیٰ صاحب ہڑتال کریں گے پرسوں ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب ہڑتال کریں گے پھر چیف سیکریٹری ہڑتال کریں گے آخر گورنمنٹ کون چلائے گا تو لہٰذا ہم ان سے یہ ہمدردانہ اپیل کرتے ہیں کہ مہربانی کرکے کام پر آجائیں اور ہم سے جتنا بھی ہوسکے انشاء اللہ ہم آپ کے ساتھ ہیں آپ کے ہر جائز مطالبے کے لئے آپ کے ساتھ رہیں گے مرکزی گورنمنٹ میں ہو یہاں پر ہو جدھر بھی ہو انشاء اللہ وہ حل کریں گے تو فی الحال ہم ان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں اس کو بلا رہے ہیں کہ اس کمیٹی میں جو خاص نقطہ ہے اس پر ڈسکس کر رہے ہیں۔ بہت مہربانی۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر صاحب ہڑتال جو ہے وہ جائز ہے یہاں تک کہ صوبائی اسمبلی کے وزیر اعلیٰ صاحب ہیں اسمبلی کا واک آؤٹ کیا تھا جب وہ کرسکتا ہے تو ایک عام افسر جو کہ بیچارہ اپنے حقوق کے لئے ہڑتال نہیں کرسکتا جب کہ اس کے مطالبات حقیقت پر مبنی ہیں جبکہ صوبہ سرحد میں کچھ امپلمنٹ بھی ہو رہے ہیں اور مرکزی حکومت کا ایک فیصلہ بھی ہے شرح کے حساب سے کہ صوبائی حکومت کا اتنا پرسنٹ ہوگا اور مرکزی کا اتنا ہوگا جبکہ یہاں پر اسی فیصد D.M.G. گروپ کو رکھا ہوا ہے کیا ہمارے لوگ نااہل ہیں یا کیا ہمارے لوگ دسترس نہیں رکھتے کہ اپنے کاموں کو چلاسکیں تو افسوس کا مقام ہے کہ ایک گریڈ سے لے کر بیس گریڈ تک جیل میں ڈالا گیا ہے بجائے اس کے کہ ان سے مذاکرات کئے جاتے جیل جانے کے بعد پھر ان سے مذاکرات شروع کئے گئے ہیں یہ سراسر ناانصافی ہے اور جہاں تک التواء نہیں بنتا ہے سارا سیکریٹریٹ بند ہے ہزاروں لوگ دور دراز سے آرہے ہیں واپس جا رہے ہیں کوئی کام نہیں ہو رہا ہے کاروبار سارا ٹھپ ہے حکومت کا ترقیاتی کام بھی ٹھپ ہے تو یہ کسی صورت میں تحریک التواء بنتی ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر صاحب جس طرح کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا کہ عدالت میں چل رہا ہے عدالت میں یہ مسئلہ چل رہا ہے کہ یونین یا ایسوسی ایشن اور ہم نے جو تحریک التواء پیش کی وہ اس معاملے کے بارے میں ہے اور یہ فوری اہمیت کا مسئلہ ہے اگر ڈاکٹر صاحب کے نزدیک اہمیت نہیں رکھتا ہے لیکن عوامی سطح پر بڑا اہمیت رکھتا ہے تو عوامی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ اس تحریک کو منظور کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی اگر کوئی اور بولنا چاہتے ہیں؟

مسٹر کچکول علی بلوچ (وزیر) : میرے خیال میں سر اس پر ہمارے منسٹر ایس اینڈ جی اے ڈی صاحب نے تو بالکل تفصیل سے جو ہمارے ملازمین ہیں انہوں نے ان کے مسئلے پر معزز اسمبلی کو وہ سارے ڈیٹیلز بتائے ایک تو یہ ہے شروع ہی سے ہم لوگوں نے بلوچستان کے جتنے (مداخلت)

مولانا عبدالباری : اگر بحث کے لئے منظور ہے تو پھر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی مولانا صاحب کیونکہ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھے ہیں جی ذرا مختصر بولیں کیونکہ اس کو میں نے ابھی تک ایڈمیٹ نہیں کی ہے ایڈمیٹ تو نہیں ہے نہ۔

مسٹر کچکول علی بلوچ (وزیر) : میں عرض کرنا چاہتا ہوں جیسے ہمارے ایس اینڈ جی اے ڈی منسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ اس مسئلے کو ہم لوگ خوش اسلوبی سے حل کرنا چاہتے ہیں اور ہر وقت ہم لوگوں نے یہ مسائل حل کئے ہیں اس دفعہ جو ہمارے ملازمین ہیں سینئر آفیسرز ہیں انہوں نے میرے خیال میں ایک جذباتی فیصلہ کر کے جو بھی انہوں نے کیا ہے اس کے باوجود ہماری ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں جب منسٹر ایس اینڈ جی اے ڈی صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ ہم لوگ ایک مسئلے کو حل کرنے پر لگے ہوئے ہیں میرے خیال میں ہمارے جو موور (Mover) ہیں انہیں اس سلسلے میں اتنا اسٹینڈ نہیں لینا چاہئے صبح بھی ہم نے سی ایم صاحب سے ریکویسٹ کی ہے ہم لوگ سارے جو

کولیگز ہیں اس مسئلے کو ہم حل کرنا چاہتے ہیں اور کر رہے ہیں لہٰذا اس پر اتنا انہیں زور نہیں دینا چاہئے ادھروائیز (other vise) جو ڈیٹیل اس نے دی ہے ان فائلوں کو بھی دیکھ لیں۔

رولنگ

جناب ڈپٹی اسپیکر : میر ظہور حسین کھوسہ صاحب اور مولانا عبدالباری صاحب نے تحریک التواء پیش کی ہے کہ گزشتہ کئی دنوں سے بلوچستان سیکریٹریٹ کے افسران اور دوسرے ملازمین ہڑتال پر ہیں ان میں بعض کو گرفتار بھی کیا گیا ہے لہٰذا حکومت کو چاہئے کہ وہ ان ملازمین کے مطالبات تسلیم کرلیں یہ ایک اہم مسئلہ ہے اس سلسلے میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ عدالت کے حکم امتناعی مجریہ 8 مئی 1995ء کے تحت سرکاری ملازمین کے ہڑتال کرنے پر پابندی عائد کی گئی ہے اور یہ معاملہ اب بھی عدالت مجاز کے زیر سماعت ہے اس بنا پر اس تحریک پر اسمبلی میں بحث کی اجازت نہیں دی جاسکتی اگر محرکین اس مسئلے کو قرارداد کی صورت میں ایوان سے منظور کروانا چاہیں تو اس تحریک کو قرارداد کی صورت میں پیش کریں مزید برآں یہ ہڑتال ایک مسلسل عمل ہے جو کہ فوری وقوع پذیر نہیں ہوئی ہے لہٰذا یہ تحریک اسمبلی کے قواعد 73 اور 72 ب کے تحت خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے اور اس مسئلے کو قرارداد کی شکل میں ایوان میں لایا جاسکتا ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر ہم بھی یہ مناسب سمجھتے ہیں میرے خیال میں اس تحریک کو قرارداد کی طرح تصور کیا جائے جس طرح پہلے بھی ایسا ہوا ہے اور ایسی روایات موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : مولانا صاحب تو اس کے لئے فریش نوٹس آپ دیں آپ

اور میر ظہور حسین کھوسہ صاحب۔

مولانا عبدالباری : تو آپ ابھی نوٹس بھی تصور کیا جائے نوٹس دے دیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جناب مولانا صاحب آپ تحریری نوٹس دیں پرائیویٹ ڈے پر اس کو میں ایکسپٹ(accept) کرلیتا ہوں۔

تحریک التواء نمبر3 جناب مولانا عبدالباری صاحب پیش کریں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر) : کیا ایک محرک دو تحریک التواء ایک ہی دن پیش کرسکتے ہیں میرے خیال میں تو ایک ہی کرسکتا ہے ایک سے زیادہ نہیں کرسکتا ہے۔

مولانا عبدالباری : نہیں ڈاکٹر صاحب آپ کا قانون ذرا سخت بھی ہے اور اپنے لئے نرم کیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جناب ڈاکٹر صاحب اگر تحریک ان کی پہلی ایڈمٹ ہوجاتی تو پھر یہ تحریک ان کا حق نہیں بنتی تھی چونکہ وہ ایڈمٹ نہیں ہوئی ہے لہٰذا یہ تحریک التواء پیش کی جاسکتی ہے۔

مولانا عبدالباری : تحریک التواء نمبر3

حال ہی میں گلستان میں دو فریقین میں قبائلی جنگ میں بھاری اسلحہ کے استعمال سے وہاں پر آباد مختلف قوموں کو اپنے گھر چھوڑنے پر مجبور کیا۔ لیکن انتظامیہ اس جنگ کو کنٹرول کرنے میں ناکام رہا انتظامیہ کی اس ناکامی نے وہاں پر آباد دیگر لوگوں کو مہاجر ہونے پر مجبور کیا بلکہ انتظامیہ کو اس کا نقصان بھی اٹھانا پڑا۔

لہٰذا اس فوری اہمیت کے مسئلے پر اسمبلی کی کارروائی روک کر عام بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : تحریک التواء یہ ہے کہ حال ہی میں گلستان میں دو فریقین میں قبائلی جنگ میں بھاری اسلحہ کے استعمال سے وہاں پر آباد مختلف قوموں کو اپنے گھر چھوڑنے پر مجبور کیا لیکن انتظامیہ اس جنگ کو کنٹرول کرنے میں ناکام رہا انتظامیہ کی اس

ناکامی نے وہاں پر آباد دیگر لوگوں کو مہاجر ہونے پر مجبور کیا بلکہ انتظامیہ کو اس کا نقصان بھی اٹھانا پڑا۔ لہٰذا اس فوری اہمیت کے مسئلے پر اسمبلی کی کارروائی روک کر عام بحث کی جائے۔

جی مولانا صاحب اگر کچھ آپ بولنا چاہتے ہیں۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر امن و امان کا مسئلہ جو یہ سب سے بڑی اہمیت کا مسئلہ ہے آج بلوچستان کے لوگ نہ صرف ہم ڈیرہ بگٹی میں یہ مسئلہ سمجھتے ہیں بلکہ ہر ایک انسان جس معاشرے میں وہ رہتا ہے وہ اس وقت نہ تعلیم چاہتا ہے نہ صحت کے لئے کوئی اسپتال چاہتے ہیں بلکہ ہر ایک انسان کی چاہت ہے امن و امان ہے اسپیکر صاحب آپ کو بہتر معلوم ہے کہ گلستان میں حمید زئی اور شہبزئی دو گروپوں کے درمیان 1990ء سے ایک قبائلی جھگڑا چلا آرہا ہے اور کچھ دن پہلے آپ کو معلوم ہوگا کہ وہاں پر یہ جھگڑا پھر چھڑ گیا ہے اور فریقین نے درمیان میں ایسے جدید ہتھیار استعمال کئے جس کو آپ راکٹ لانچر یا دوسرے ایسے پہلے اسلحہ استعمال ہورہے ہیں۔ جناب اسپیکر ایسا جھگڑا تھا کہ جس طرح پاکستان جو ہے وہ ہندوستان کے خلاف یا ہندوستان جو ہے پاکستان پر اسلحہ چلارہا ہے تو جناب اسپیکر مکمل ہفتہ جنگ چلتا رہا اور وہاں پر آپ نے شاید اخبارات میں دیکھا ہوگا کہ پانچ دن میں پندرہ آدمی وہ جان بحق ہوگئے اگرچہ انتظامیہ کی طرف سے یہ بیان دیا گیا تھا کہ وہاں پر کچھ نہیں ہورہا ہے خیر خیریت ہے لیکن ان کی جو جھوٹ ہے وہ تقریباً" میں نے خود بھی بیس کلومیٹر دور سنا تھا کہ وہاں پر کیا ہورہا ہے اتنی بھاری اسلحہ اور اس اسلحے کی وجہ سے نہ صرف فریقین کو نقصان پہنچا جو آس پاس اور قبائلی ہیں اچکزئی سید ترین ہیں ان کو بھی شدید نقصان پہنچا ہے جناب اسپیکر نہ صرف عوام کو نقصان پہنچا ہے بلکہ وہاں پر جو تعینات فورسیز ہیں ایف سی ملیشیاء ان کا ایک حوالدار بھی جان بحق ہوا ہے تو جناب اسپیکر یہ امن و امان کا مسئلہ ہے یہ سب سے بڑا اہم اور فوری اہمیت کا مسئلہ ہے میں سمجھتا ہوں اور جناب اسپیکر پہلے یہ جھگڑا جو

تھا وہ صرف دو قبائل یعنی پانچ کلومیٹر کے فاصلے میں اندر تھا پھر اس جھگڑے کو وسعت دے دیا وہاں پر جو آس پاس اور گاؤں تھے اور دیہات تھے کلی عبدالرحمٰن زئی کلی لاجور اور یہاں تک جناب اسپیکر کہ ایک کلی جس کا نام سید لاجور کلی وہاں پر دو سو گولے مارٹر توپ کے مارے گئے ان کے گولے جو تھے تو ایسے بڑے اسلحے استعمال ہو رہے ہیں جناب اسپیکر ایسے چیزوں پر کم از کم چشم پوشی نہیں ہونی چاہئے اور نہ صرف جناب اسپیکر گلستان کی حد تک بلکہ ایک دن یہ جھگڑا قلعہ عبداللہ تک بھی منتقل کیا گیا تھا اور وہاں جو قومی شاہراہ تھی کوئٹہ اور چمن کی ٹریفک بھی معطل رہی اور نہ صرف کوئٹہ اور چمن کی ٹریفک معطل رہی بلکہ کوئٹہ اور چمن کا جو ریلوے سسٹم تھا وہ معطل رہا ایسے حالات میں پتہ نہیں کتنے لوگ مارے گئے اور پھر یہ انتظامیہ جناب اسپیکر یہ امن و امان کا مسئلہ سب سے بڑا مسئلہ ہے اور میں اس مسئلے کو انتہائی اہمیت دیتا ہوں جناب اسپیکر آپ کو معلوم ہے کہ وہاں پر ابھی تک یہ معلوم نہیں ہے کہ کتنے لوگ مارے گئے کتنے حوالدار مارے گئے کتنے پولیس اور لیویز جان بحق ہوگئے ہیں وہ کسی کو پتہ نہیں ہے جناب اسپیکر گلستان جو ایک باغ کا نام ہے ہم جب پہلے جاتے تھے تو وہاں پر ایک سرسبز علاقہ نظر آتا تھا ابھی جب ہم جاتے ہیں وہاں سے خون کی بو آتی ہے جناب اسپیکر اگر آپ بھی جائیں پہلے بھی جرگے تھے دو تین جرگے تھے وہاں پر تو اس حوالے سے یہ مسئلہ فوری اہمیت کا مسئلہ ہے اور یہ امن و امان کا مسئلہ اگر ڈیرہ بگٹی میں درپیش ہے کراچی میں درپیش ہے کراچی میں سرکار جو ہے ساری فورسیز ساری وسائل استعمال کرسکتے ہیں اور یہاں پر جھگڑے میں اگرچہ ایک فریق میں حکومتی جماعت بھی ملوث ہے اور بدقسمتی سے میں نے وزیراعلیٰ صاحب کو خود کہا تھا کہ آپ کی حکومت کے وسائل آپ کی حکومت کی گاڑیاں ایک فریق کے لئے استعمال ہو رہے ہیں جناب اسپیکر جمعیت العلماء اسلام کی طرف سے پہلے بھی ہم لوگوں نے صلح اور ثالثی کی پیشکش کی تھی اور آج بھی پیشکش کرسکتے ہیں تو جناب اسپیکر یہ اہم مسئلہ ہے اور جب آپ جاتے ہیں تو کسی کا نہ کپڑا جو ہے بدن پر

محفوظ ہے نہ کسی کا باغ محفوظ ہے نہ کسی کا ٹیوب ویل محفوظ ہے۔ جناب اسپیکر وہاں کتنے فورسز ہیں ملیشیا ہے ڈپٹی کمشنر ہے وہاں پر تین تین ماہ بعد ٹرانسفر اور پوسٹنگ ہو رہی ہے میں نے گورنمنٹ کو مشورہ دیا تھا کہ اتنی جلدی ٹرانسفر پوسٹنگ نہ کریں پتہ نہیں یہ کیوں ہو رہا ہے جو لوگ محفوظ نہیں ہیں۔ ڈپٹی کمشنر کئی طریقوں سے چیزیں جمع کر رہے ہیں۔ یہ مسئلہ فوری اہمیت کا مسئلہ ہے ابھی بھی لوگ خوف زدہ ہیں پریشان ہیں پہلے لوگ امید رکھ سکتے تھے کہ ان کو انصاف ملے گا۔ مگر اب نہیں اور گورنمنٹ کچھ ہمارے لئے کر رہی ہے۔ ابھی ہمارے لوگ ناامید بیٹھے ہیں یہ مسئلہ فوری اہمیت کا مسئلہ ہے۔ ضابطہ نمبر70 کے تحت اس کو منظور کرکے اس پر عام بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی ٹریژری بینچز سے ____

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر) : جناب اسپیکر صاحب مولانا صاحب کے احساسات اور جذبات کی میں قدر کرتا ہوں لیکن وہ کبھی کبھی ڈنڈی مار لیتے ہیں ان سے میں یہ گلہ کرتا ہوں۔ اس تحریک کو تحریک التواء کہنا ہی ٹیکنکل بات ہے۔ یہ پانچ سال سے مسئلہ چلا آ رہا ہے اور یہ پوزیشن ہر تین چار ماہ بعد ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جہاں یہ بات کہ فوری اہمیت یہ فوری اہمیت تو مسلسل رہتا ہے۔ تسلسل کے ساتھ یہ بہت بری بات ہے ہم نہیں چاہتے کہ کسی انسان کا خون ضائع ہو جائے۔ کسی کا گھر برباد ہو جائے کوئی بھی نہیں چاہتا۔ ہم چاہتے ہیں کہ گلستان میں امن و امان اور شانتی سے لوگ رہیں۔ برادرانہ طور پر رہیں۔ یہی لوگ جو آپس میں لڑ رہے ہیں کل شاید وہ بھائی بن جائیں۔ کل یہی لوگ ہماری پارٹی میں تھے۔ بدقسمتی سے ان پر کچھ لوگوں نے اور مولانا صاحب نے جھپٹا مارا۔ جھپٹے میں آج اس اسٹیج پر لا کھڑا کیا ہے۔ جس پر آج ہم جنگ کر رہے ہیں۔ یہ جنگ دو قبیلوں کے درمیان نہیں ہیں۔ یہ ایک سیاسی جنگ ہے جس میں پشتوں خواہ کے جھنڈے پھاڑے ہیں۔ کارکنوں کے ساتھ یا کوئی اور زیادتی کرتے ہیں۔ جو بھی ہو سکتا ہے ان سے کیا گیا ہے۔ اب لوگوں کی کہاں تک انوالمنٹ ہے یا نہیں ہم یہ سمجھتے ہیں

کہ بعض سیاسی پارٹیاں بعض سیاسی ادارے پشتون خواہ کی حدود کو کم کرنا چاہتا ہے۔ پشتون خواہ کے اس مسئلے کو سیاسی نقطہ نظر سے حل کرنا چاہئے دیکھنا چاہئے۔ اس کے لئے ہم جرگہ کو ویلکم کرتے ہیں جو بھی جرگہ ہو۔ ہم چاہتے ہیں امن ہو کوئی بھی سیاسی آدمی لڑائی جھگڑے میں ملوث نہیں ہونا چاہتے ہیں۔ سیاسی آدمی چاہتے ہیں کہ اپنے مخالف کے پاس بھی جاکر پوچھیں کہ کیا مسئلہ ہے۔ آپ اکٹھے بیٹھیں لوگ ہمیں اکٹھا نہیں ہونے دیتے۔ ایک بنیادی نقطہ ہے بعض لوگ ان کے ساتھ اتفاق نہیں کرنے دیتے ایک ادھر چلا جاتا ہے ایک ادھر چلا جاتا ہے۔ جرگہ میں فیصلے نہیں ہوتے۔ ہم سمجھتے ہیں بعض ادارے بعض سیاسی لوگ اس میں قصداً" یہ بات کرتے ہیں کہ یہ دو قبائل اکٹھے نہ بیٹھیں اور ان کے درمیان کشت مسئلہ ہے۔ اس کو حل ہونا چاہئے اور فوری حل ہونا چاہئے یہ انسانی مسئلہ کون حل کرے گا۔ درمیان میں کون آئے گا میں تو یہ کہتا ہوں اس کے لئے پھر درمیانی لوگ جو اس فریق سے نہ ہوں اور اس فریق سے نہ ہوں۔ درمیانی لوگ جائیں جو حق اور انصاف اور قبائلی قانونی سیاسی سب کے درمیان میں بیٹھ کر فیصلہ کریں۔ ہم کبھی نہیں چاہتے۔ ایک منٹ کے لئے بھی ہم کشت خون نہیں چاہتے۔ لیکن بدبختی سے لوگ ہمیں فیصلہ نہیں کرنے دیتے۔ اکثر اوقات لڑائی شروع ہوجاتی ہے جنگ کہاں سے شروع ہوتی ہے پھر کیوں ٹھہر جاتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں ایک ایسی طاقت ہے اور ایسے لوگ ہیں جو اپنے مفادات کے لئے کراتے ہیں۔ اور پیچھے ہٹ جاتے ہیں پھر کراتے ہیں اور پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ تو یہ میں چاہتا ہوں کہ درمیانی لوگ درمیان میں آجائیں۔ اس میں سیاست میں دو فریق نہیں ہیں اس میں سیاست ملوث ہے۔ اور پارٹی کو آگے نہیں جانے دیتے۔ بگٹی علاقے کا یہ مسئلہ ہے کراچی کا یہ مسئلہ ہے۔ یہ کیوں لڑتے ہیں ان کی کیا آپس کی دشمنی ہے اس میں سیاست ہے۔ کراچی میں لوگ کیوں لڑتے ہیں۔ کیا فلاں نے فلاں کو مارا اس میں بھی درمیان میں سیاست ہے۔ یہ سارے سلسلے گلستان سے لے کر بگٹی علاقے۔ بگٹی سے لے کر کراچی دیر سوات باجوڑ

فلاں فلاں۔ سب سیاسی مسئلے ہیں اور اس میں ایک طاقت جو اپنا خاص رول ادا کرتی رہتی ہے جو لڑاتی ہے لہٰذا ہم کو اور آپ کو صحیح سنجیدگی سے اس پر سوچ کرنا چاہئے۔ کیوں اس گڑبڑ کو اس کشت خون کو ہم سیاسی لوگ آپس میں بیٹھ کر حل نہیں کرسکتے جہاں تک اس کی ٹیکنیکی کا سوال ہے۔ یہ 90ء سے ہے سید حمید سے چمن تک مہینوں مہینوں سڑک بند۔ ہزاروں ٹرک ہزاروں لوگ لوٹ جاتے ہیں کسی کو پتہ نہیں ہوتا ہے۔ سرکار لگی ہوئی ہے بعض چیزیں ایسی ہیں جو ایک دم کنٹرول نہ کرسکے۔ ٹیکنکلیشن نہیں بنتی جہاں تک آپ کے جذبات اور خواہشات ہیں میں آپ کے ساتھ ہوں جو طریقہ انصاف پر مبنی کوئی گروپ درمیان میں لائیں دونوں کی مشکلات کو سنے اور اس مسئلے کو حل کریں۔

مسٹر عبیداللہ بابت (وزیر) : جناب میں بھی اس کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : یہ ابھی تک ایڈمٹ نہیں ہوئی ہے میں اس پر اپنی رولنگ دے رہا ہوں۔

رولنگ

گلستان میں دو قبائل کا معاملہ بہت پرانا ہے ان میں پہلے بھی کئی بار تصادم ہوچکا ہے۔ یہ مسئلہ دیرینہ ہے حال ہی میں وقوع پذیر اور فوری اہمیت کا حامل مسئلہ نہیں ہے۔ واحد متعین مسئلہ نہیں ہے لہٰذا میں اس تحریک کو قائد نمبر72 اب اور ح کے تحت خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔

مولانا عبدالباری : یہ جمہوری روایت کے خلاف ہے اور انصاف نہیں ہے ہم ایسی اسمبلی میں نہیں بیٹھ سکتے ہم احتجاجاً "واک آوٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلے مولانا عبدالباری اور کچھ دیگر ممبر واک آؤٹ کر گئے)

سید شیر جان بلوچ : جناب میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے ایک اخبار میں لکھا ہے اسمبلی اور ایم پی اے ہوسٹل میں لاکھوں روپے کے غبن دیمک چاٹنے پر خرچ ہوا۔ آپ بھی اس کے ممبر ہیں کیا اس پر کچھ کارروائی آپ کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سید شیر جان صاحب اسمبلی اور ایم پی اے ہوسٹل کا معاملہ ایوان میں ڈسکس نہیں ہوسکتا۔ آپ ہمیں خط لکھیں یا تشریف لائیں آپ کو بتادیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سرکاری کارروائی برائے قانون سازی

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر) : میں وزیر اعلیٰ بلوچستان اور صوبائی وزراء کے مشاہرات مواجبات اور استحقاقات کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 1996ء مسودہ قانون نمبر I پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : مسودہ قانون ایوان میں پیش ہوا اب دوسری تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر) : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ بلوچستان اور صوبائی وزراء کے (مشاہرات مواجبات اور استحقاقات) کے ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 1996ء مسودہ قانون نمبر I کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : تحریک یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ بلوچستان اور صوبائی وزراء کے (مشاہرات مواجبات اور استحقاقات) کے (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 1996ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84ء کے

مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر ہمارے سامنے مسودہ قانون نہیں ہے جس کو ہم پڑھ سکیں اور بحث کر سکیں اور یہ تحریکیں آپ نے پیش کردی ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : میر ظہور حسین صاحب یہ تحریک ہے کہ یہ مسودہ قانون کمیٹی کو نہ جائے اور پانچ دن بعد ایوان میں بحث کے لئے تحریک آجائے گی میں آپ اس پر بحث کرلیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : اب اسمبلی کی کارروائی مورخہ 17 جنوری 96ء صبح گیارہ بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کی کارروائی قبل دوپہر گیارہ بجکر پچاس منٹ پر 17 جنوری 96ء صبح گیارہ بجے تک کے لئے ملتوی ہوگئی)